# محبت روحانی اور محبت مجازی کا شعلہ

(فرمودہ ۲۹ دسمبر ۱۹۲۶ء)

۲۹۔ دسمبر ۱۹۲۶ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مسماۃ ظہورن صاحبہ بنت مکرم منشی محمد مستقیم صاحب ساکن سنور کا نکاح مکرم فضل الرحمٰن صاحب سامانوی سے بعوض مبلغ اڑھائی صد روپیہ مہر اور مکرم جمیل الرحمٰن صاحب سامانوی کا نکاح مسماۃ رشیدن صاحبہ بنت مکرم منشی محمد مستقیم صاحب ساکن سنور کے ساتھ بعوض مبلغ دو صد پچاس روپیہ مہر پر پڑھا[1]

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ایک لفظ رقیب استعمال کیا ہے۔ رقیب کے معنے نگران کے بتائے جاتے ہیں مگر نگران کے لئے عربی میں ایک اور لفظ شاھد بھی ہے۔ یوں تو تمام زبانوں کے لئے اس کو بطور کلید مانا جاتا ہے کہ ہر ایک لفظ خاص ہی مفہوم کے لئے موضوع ہوتا ہے اور اس زبان میں بالکل اسی مفہوم کے لئے اور کوئی لفظ نہیں ہوتا مگر عربی میں تو یہ بات صریح طور پر ثابت ہے۔ پس رقیب کے معنے صرف نگران یعنی شاھد کے نہیں ہوسکتے۔ شاھد تو اسے کہتے ہیں جو کسی عمل کے ہوچکنے کے بعد اس کے نتائج کا گواہ ہو اور رقیب اسے کہتے ہیں جو اعمال مبادی کا اس خیال سے نگران ہو کہ عمل کرنے والا ایک خاص طریقے پر چلے اور اس طریقے سے علیحدہ نہ ہو۔ لفظ رقیب کا اردو میں استعمال ان معنوں میں خوب روشنی ڈالتا ہے۔ اردو میں رقیب ایک معشوق کے دو عاشقوں کو کہتے ہیں کیونکہ ہر عاشق معشوق کی دوسروں کے ساتھ روش کو اس خیال سے تاڑتا رہتا ہے کہ اس کی محبت میرے سوا کسی اور سے نہ ہو۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں رقیب ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی فطرت میں دو شعلے محبت کے پیدا کر رکھے ہیں۔ ایک محبت روحانی کا شعلہ جس کا مقصد یہ ہے کہ انسان کے دل میں ایک تڑپ لگی رہے جب تک وہ ایک بہمہ وجوہ مکمل ہستی کے ساتھ تعلق پیدا نہ کرے۔ یہ گویا محبت کا شعلہ ہے دوسرا شعلہ محبت مجازی کا ہے جس سے غرض یہ ہے کہ انسان اپنی بیوی سے محبت کر سکے تاکہ نسل قائم رہے۔ اور خدا تعالیٰ کی عاشق ہستیاں دنیا میں ہمیشہ پیدا ہوتی رہیں۔

بیاہ کے موقع پر چونکہ محبت مجازی کا تقاضا پورا ہو کر یہ شعلہ ٹھنڈا ہو جانے کو تیار ہوتا ہے اس لئے ڈر ہوتا ہے کہ کہیں دوسرا شعلہ یعنی شعلہ عشق الٰہی بھی سرد نہ ہو جائے۔ پس اللہ تعالیٰ میاں اور بیوی دونوں کو اور دونوں کے رشتہ داروں کو بتا اور جتا دیتا ہے کہ میں رقیب ہوں۔

خاوند کو گویا کہ فرماتا ہے کہ میں رقیب ہوں تمہاری بیوی صرف تمہاری ہی محبت کے لئے پیدا نہیں کی گئی بلکہ اس کا اصل مدعا میری محبت ہے۔ اسی طرح عورت کو (جس میں رشک کا مادہ زیادہ ودیعت کیا گیا ہے) اللہ تعالیٰ جتا دیتا ہے کہ میں تم دونوں کا رقیب ہوں نہ تمہیں شایاں ہے کہ میرے سوا اور کی محبت میں محو ہو جاؤ اور نہ خاوند ہی کے متعلق تمہاری یہ خواہش ہونی چاہئے کہ اس کی محبت صرف تمہارے ہی لئے ہو بلکہ وہ بھی ہمارا ہی بندہ ہے اور اس کو بھی صرف ہمارا ہی عاشق ہونا چاہئے۔

(الفضل ۴۔ فروری ۱۹۲۷ء صفحہ ۷)

ل؎ الفضل ۳۱ دسمبر ۱۹۲۶ء۔ ۴ جنوری ۱۹۲۷ء صفحہ ۱۵